1953 - بیت المقدس سے قبلہ کی جانب تحویل قبلہ کیوں ہوا؟

سوال

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابتدا میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز کیوں ادا کرتے تھے، اور قبلہ کا رخ کیوں تبدیل کیا گیا؟

پسندیدہ جواب

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ
سے مدینہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف ہی رخ کرکے نماز ادا کرتے رہے، اور
تقریبا ایک برس چار یا پانچ ماہ تک اسی طرح نماز ادا کرتے رہے، جیسا کہ صحیح بخاری
میں براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی، اور رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پسند یہ فرماتے تھے کہ ان کا قبلہ بیت اللہ ہو...... " الحدیث.

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالی نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرنے کا حکم
دیتے ہوئے فرمایا :

**{اور آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف
پھیر لیں، اور جہاں کہیں بھی تم ہو اپنے چہرے اس کی طرف پھیر لیا کرو...}** البقرۃ (
144).

اس میں کیا حکمت تھی اس کے متعلق
سوال کا جواب دینے سے قبل درج ذیل اشیاء کا ذکر کرنا ضروری ہے :

اول :

ہم مسلمان ہیں، جب ہمیں اللہ تعالی
کا حکم ملے تو ہم اس کو قبول کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، کیونکہ ایسا کرنا
ہم پر واجب ہے چاہے اس کی حکمت کا ہمیں علم ہو یا نہ ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ
وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور کسی مؤمن مرد اور عورت کو اللہ
تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ کے بعد اپنے معاملہ میں کوئی
اختیار باقی نہیں رہتا..}.الاحزاب (36).

دوم :

اللہ سبحانہ وتعالی جو حکم بھی دیتا
ہے اس میں کوئی نہ کوئی عظیم حکمت ہوتی ہے اگرچہ ہم اسے معلوم نہ کرسکیں جیسا
کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{یہ اللہ تعالی کا حکم ہے، وہ
تمہارے مابین فیصلہ کرتا ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے}.الممتحنۃ (
10).

اس کے علاوہ بھی اس موضوع کے متعلق
کئی ایک آیات ہیں.

سوم :

اللہ سبحانہ وتعالی کوئی بھی حکم
منسوخ نہیں کرتا بلکہ اس کے بدلے میں بہتر اور افضل حکم نازل فرماتا ہے، یا پھر اسی
طرح کا حکم جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے درج ذیل فرمان میں بیان کیا ہے :

.{ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے اور
نہ ہی اسے بھلاتے ہیں مگر اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں، کیا آپ جانتے نہیں
کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے}.البقرۃ (106).

جب یہ واضح ہوگیا تو پھر قبلہ تحویل
کرنے میں بھی کئی ایک حکمت پنہاں ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

1– سچے مؤمن کا امتحان اور اس کی
آزمائش، سچا اور پکا مؤمن تو اللہ تعالی کا حکم قبول کرتا ہے، لیکن دوسرا نہیں، اور
پھر اللہ تعالی نے اس کی تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا :

.{جس قبلہ پر آپ پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابعدار اور مطیع کون ہے، اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے، گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی ہے ان پر کوئی مشکل نہیں....}.البقرۃ (143).

2- یہ امت مسلمہ سب امتوں سے بہتر امت ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو..}.آل عمران (110).

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے تحویل قبلہ کی آیات میں ہی یہ فرمایا ہے :

.{اور اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا ہے..}.البقرۃ (143).

وسط عدل اور بہتر کو کہتے ہیں،
چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کے لیے ہر چیز میں خیر اور ہر حکم اور امر میں افضل اختیار کیا ہے، اور قبلہ بھی اسی میں شامل ہوتا ہے، چنانچہ ان کے لیے ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ اختیار فرمایا.

امام احمد نے مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے متعلق فرمایا :

"وہ ہم پر کسی اور چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ ہمارے ساتھ جمعہ میں حسد کرتے ہیں، جس کی اللہ تعالی نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی، اور وہ لوگ اس سے گمراہ رہے، اور اس قبلہ پر ہمارے ساتھ حسد کرتے ہیں جس کی اللہ تعالی نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے، اور ہمارا امام کے پیچھے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں"

مسند احمد (6/134-135).

اس موضوع کے متعلق مزید معلومات حاصل
کرنے کے لیے آپ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی کتاب "بدائع الفوائد(4/157–174)
کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.